JAMIA MARKAZU SSAQUAFATHI SSUNNIYYA
Karanthur, Kozhikode, Kerala- India- 673 571
Tel : +91 495 2800 330, 2800 427 Fax: +91 495 2801 831
Regd.No:KKD/CA/20/2013 Under Societies Registration Act 1860

جامعة مركز الثقافة السنية الإسلامية
كاليكوت، كيرالا، الهند — ٦٧٣٥٧١

نحمده ونصلي و نسلم على رسوله الكريم اما بعد .

دارالافتاء جامعہ مرکز الثقافۃ السنیہ الاسلامیہ کیرالا

الجواب بعون الملک الوہاب

راتب رفاعیہ کسے کہتے ہیں؟

وہی راتب ہے جو ان کے سلسلے کے شیوخ و مریدین میں مشہور و معروف ہے جس میں حمد، تسبیح و تمجید، نعت و منقبت کے اشعار مسنون دف کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اور بحالت وجد محیر العقول اشغال مثلا گرم لوہے کو زبان سے چاٹ کر سرد کر دینا، سانپ بچھو کو ہاتھ میں لینا، شیر پر سواری کرنا، ہاتھ یا گلا کاٹ دینا وغیرہ) سر انجام دیتے ہیں۔ جس سے معمول کو نہ تکلیف ہوتی ہے نہ دقت۔

حضرت علامہ امام عبد الرحمن بن محمد بن حسین بن عمر و باعلوی اپنی مشہور کتاب: بغية المسترشدين ج1ص644 نسخہ شاملہ میں تحریر کرتے ہیں

الذين يضربون صدورهم بدبوس أو سكين أو يطعنون أعينهم أو يحملون النار أو يأكلونها وينتمون إلى سيدي أحمد الرفاعي أو سيدي أحمد بن علوان أو غيرهما من الأولياء أنهم إن كانوا مستقيمين على الشريعة قائمين بالأوامر تاركين للمناهي عالمين بالغرض العيني من العلم عاملين به لم يتعلموا السبب المحصل لهذا العمل فهو من حيز الكرامة وإلا فهو من حيز السحر إذ الإجماع منعقد على أن الكرامة لا تظهر على يد فاسق

جو لوگ گرز یا چھری سے اپنے سینے پر ضرب لگاتے ہیں یا آنکھوں میں میخیں چبھوتے ہیں یا انگاروں کو ہاتھ یا منہ میں لیتے ہیں اور اس عمل کو سید احمد کبیر رفاعی، سیدی احمد بن علوان یا اس کے علاوہ دیگر اولیا سے منسوب کرتے ہیں اگر وہ شریعت مطہرہ کے پابند، احکام الہی کے بجالانے والے، منہیات شرعیہ سے باز رہنے والے، اور فرض عین کے عالم و عامل ہیں، اور اس عمل کے حصول میں کوئی دوسرا اسبب سحر جادو وغیرہ نہ سیکھا ہو تو یہ کرامت ہے۔

راتب رفاعیہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

راتب رفاعیہ کے سارے اجزا اور اشغال جائز، مستحب، یا مسنون ہیں اس لئے راتب رفاعیہ جائز ہے۔ راتب رفاعیہ کے اشغال حسب ذیل ہیں۔

1۔ مذکورہ راتب میں تسبیح و تہلیل کرتے ہیں۔ یہ جائز ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا

فَأَوْحَىٰٓ إِلَيْهِمْ أَن سَبِّحُوا۟ بُكْرَةً وَعَشِيًّا ﴿١١﴾

تو ان کی طرف اشارہ کیا کہ تم صبح و شام (اللہ کی) تسبیح کیا کرو

SSAQUAFATHI SSUNNIYYA KOZHIKODE 673 571 KARANTHUR P.O.

2۔مذکورہ راتب میں حمدالٰہی کرتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (سورہ فاتحہ

تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ جو تمام کائنات کا ربّ ہے ۔(2)
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا۔ الحدیث

3۔وہ مذکورہ راتب میں نعت ومنقبت دف کے ساتھ پڑھتے ہیں(یہ دونوں صحیح حدیث سے ثابت ہے جیسا کہ نیچے آرہا ہے)

(ا) دف بجانے، گانے ،اور رقص کرنے کے جواز پر دلیل

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ اَبَا بَکْرٍ دَخَلَ عَلَیْهَا وَعِنْدَهَا جَارِیَتَانِ فِي اَیَّامِ مِنًی تُغَنِّیَانِ وَتُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَالنَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ فَانْتَهَرَهُمَا اَبُو بَکْرٍ فَکَشَفَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ دَعْهُمَا یَا اَبَا بَکْرٍ فَإِنَّهَا اَیَّامُ عِیدٍ وَتِلْکَ الاَیَّامُ اَیَّامُ مِنًی وَقَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا رَاَیْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَسْتُرُنِي وَاَنَا اَنْظُرُ إِلَی الْحَبَشَةِ وَهُمْ یَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دَعْهُمْ اَمْنًا بَنِي اَرْفِدَةَ یَعْنِي مِنَ الاَمْنِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ہاں تشریف لائے۔ آپ کے پاس عید کے دنوں میں دو لڑکیاں گا رہی تھیں، دف بجا رہی تھیں اور پاؤں مار رہی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کپڑا اوڑھ کر آرام فرما تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لڑکیوں کو ڈانٹا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چہرہ انور سے کپڑا ہٹا کر فرمایا: اے ابو بکر! ان کو چھوڑ دو (جو کر رہی ہیں کرنے دو) یہ عید کے اور حج کے دن ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کپڑے میں ڈھانپ رکھا تھا اور میں حبشیوں کو مسجد میں کھیلتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ حضرت عمر نے انہیں ڈانٹا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انہیں نہ روکو۔ اے بنی ارفدہ! تم تسلی سے اپنا کام کرتے رہو۔

1. صحیح بخاری ،1: 335، رقم:944، 3: 1298، رقم:3337، دار ابن کثیر الیمامۃ بیروت
2. صحیح مسلم،2: 608، رقم:892، دار احیاء التراث العربی بیروت
3. مسند احمد بن حنبل، 6: 84، رقم:24585، موسسۃ قرطبۃ مصر

معلوم ہوا کہ کسی خوشی کے موقعے پر دف بجانا، مہذب اشعار پڑھنا، اور اس طرح رقص کرنا کہ مخنثوں کی طرح ناچنا نہ پایا جائے تو مذکورہ حدیث کے رو سے جائز ہے۔

اشعار (منقبت ونعت) پڑھ کے دف بجانا

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَکْوَانَ قَالَ قَالَتِ الرُّبَیِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ جَاءَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَدَخَلَ حِینَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلَی فِرَاشِي کَمَجْلِسِکَ مِنِّي فَجَعَلَتْ جُوَیْرِیَاتٌ لَنَا یَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَیَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي یَوْمَ بَدْرٍ إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ وَفِینَا نَبِيٌّ یَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَالَ دَعِي هَذِهِ وَقُولِي بِالَّذِي کُنْتِ تَقُولِینَ

خالد بن ذکوان نے حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء سے روایت کی ہے جب میری رخصتی ہوئی تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور اس طرح میرے بستر پر آکر جلوہ افروز ہوئے جیسے آپ بیٹھے ہیں۔ تو کچھ لڑکیاں دف بجا کر اپنے ان بزرگوں کے کارنامے بیان کر رہی تھیں جو غزوہ بدر میں جام شہادت نوش فرما گئے تھے۔ جب ان میں سے ایک لڑکی نے کہا: اور ہم میں ایسے نبی بھی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں، تو حضور نے فرمایا یہ بات چھوڑ دو، وہی کہو جو تم کہہ رہی تھیں۔

صحیح بخاري، 5: 1976، رقم:4852

مذکورہ حدیث شریف سے دف کے ساتھ نعت منقبت، مرثیہ وغیرہ مہذب اشعار پڑھنے کا جواز معلوم ہوا خواہ لڑکی ہو یا لڑکا عورت ہو یا مرد۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ الْجُمَحِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلیٰ الله علیه وآله وسلم فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَرَامِ وَالْحَلَالِ الدُّفُّ وَالصَّوْتُ

حضرت محمد بن حاطب جمحی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حلال و حرام کے درمیان فرق دف بجانا اور گانا ہے (یا جہاں یہ کچھ ہو سمجھو حلال یعنی نکاح و شادی ہے۔ اگر نہیں اور چپکے سے معاملہ ہو رہا ہے تو بدکاری ہے)۔

سنن ترمذي، 3: 398، رقم:1088، دار احیاء التراث العربي بیروت

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلیٰ الله علیه وآله وسلم أَعْلِنُوا هَذَا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوا عَلَيْهِ بِالدُّفُوفِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نکاح کی تشہیر کرو، مسجدوں میں نکاح کرو اور نکاح (شادی) پر دف بجاؤ!

سنن ترمذي، 3: 398، رقم:1089

شرح حدیث

مذکورہ حدیث شریف کے اس لفظ کو دیکھئے کہ وَاضْرِبُوا عَلَيْهِ بِالدُّفُوفِ اور نکاح (شادی) پر دف بجاؤ! تو رسول اللہ ﷺ نے (اضربوا) کا لفظ استعمال فرمایا جو کہ جمع مذکر کا صیغہ ہے مردوں کے لئے آتا ہے۔ معلوم ہوا کہ مرد حضرات بھی دف بجا سکتے ہیں جب کہ اوپر والی حدیث میں عورتوں کے دف بجانے کا بھی جواز ثابت ہو چکا ہے۔

قرآن وحدیث کی غلط تشریح کرنے والا ایک عالم ابن تیمیہ مجموع الفتاوی (11 / 565 – 566 میں لکھتا ہے

لیکن مرد حضرات نہ تو دف بجا سکتے ہیں، اور نہ ہی تالیاں بجا سکتے ہیں، بلکہ صحیح حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

" عورتوں کے لیے تالی بجانا، اور مرد کے لیے سبحان اللہ کہنا ہے "

اور ایک دوسری حدیث میں فرمان نبوی ہے

" مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت ہے، اور عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردوں پر بھی لعنت ہے "

اور جب گانا اور دف اور تالی بجانا عورتوں کے کام میں شامل ہے تو مردوں میں سے ایسا کام کرنے والے شخص کو علماء کرام مخنث اور ہیجڑے اور گویوں (بھانڈ) کا نام دیتے تھے، اور علماء کرام کی کلام میں یہ چیز مشہور ہے، الخ

حالانکہ عورتوں کے لئے تالیاں بجانا نماز میں خبر دینے کے لئے ہے جب کہ عورتیں دف کے ساتھ نماز کے باہر تالیاں نہیں بجا سکتی ہیں، مرد حضرات نماز میں سبحان اللہ کہہ کر اطلاع دے سکتے ہیں۔ اس سے یہ عجیب وغریب شیطانی تشریح کرنا کہ مردوں کا کام دف بجانا نہیں بالکل غلط ہے کیوں کہ مذکورہ حدیث میں بوقت نکاح مردوں کو دف بجانے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن غریب قرار دیا ہے۔ اور ابن تیمیہ مذکورہ حدیث کے خلاف تشریح کر رہا ہے۔

علامہ بدرالدین عینی شرح البخاری میں دف کے متعلق لکھتے ہیں کہ

یہ جائز امور میں سے ہے۔ لہٰذا ان پر انکار نہ کیا جائے۔

عمدۃ القاری شرح البخاری ج ا ص ۲۵۹ پر ہے

وسئل أبو يوسف عن الدف أتكرهه في غير العرس مثل المرأة في منزلها والصبي قال فلا كراهة وأما الذي يجيء منه اللعب الفاحش والغناء فإني أكرهه الثاني

امام ابویوسف رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ بیاہ شادی کے علاوہ آپ دف بجانے کو مکروہ سمجھتے ہیں؟ جیسے عورت یا بچہ گھر میں دف بجائے، انہوں نے کہا کوئی کراہت نہیں۔

المنهاج للنووي ج ١ ص ٤٩٧

وَيَجُوزُ دُفٌّ لِعُرْسٍ وَخِتَانٍ، وَكَذَا غَيْرُهُمَا فِي الْأَصَحِّ وَإِنْ كَانَ فِيهِ جَلَاجِلُ.

وَيَحْرُمُ ضَرْبُ الْكُوبَةِ، وَهِيَ طَبْلٌ طَوِيلٌ ضَيِّقُ الْوَسَطِ.

شادی اور ختنے کے مواقع پر دف بجانا جائز ہے، صحیح ترین مذہب کے مطابق اس کے علاوہ پر بھی دف بجانا جائز ہے

تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج ج 43 ص 243 نسخہ شاملہ

(وَيَجُوزُ دُفٌّ) أَيْ : ضَرْبُهُ (وَاسْتِمَاعُهُ لِعُرْسٍ) (وَكَذَا غَيْرُهُمَا) مِنْ كُلِّ سُرُورٍ (فِي الْأَصَحِّ) لِخَبَرِ التِّرْمِذِيِّ وَابْنِ حِبَّانَ

شادی اور ختنے کے مواقع پر دف بجانا جائز ہے، یعنی دف بجانا اور اس کا سننا دونوں جائز ہے، صحیح ترین مذہب کے مطابق اس کے علاوہ پر بھی دف بجانا جائز ہے (یعنی کسی بھی خوشی کے مواقع پر دف بجانا جائز ہے) ملخصا

عبدالرحمن الجزیری لکھتے ہیں:

مذہب مختار یہ ہے کہ دف اور ساز بجانا جس میں آداب کے خلاف کوئی بات نہ ہو، بلا کراہت جائز ہے جب تک یہ خرابیوں اور بیہودگیوں پر مشتمل نہ ہو (مثلاً بیاہ شادی کے مواقع پر اجنبی عورتوں کا بن ٹھن کا باہر نکلنا، مردوں اور باراتیوں کے سامنے ٹھمکنا، مٹکنا وغیرہ) اگر کوئی ایسی بات ہو گی تو ناجائز ہے۔

کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعہ، 4: 9، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان

(۲) دف اور نعت و حمد پر استدلال

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَال سَمِعْتُ بُرَيْدَةَ يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ إِنْ رَدَّكَ اللَّهُ سَالِمًا أَنْ أَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالدُّفِّ وَأَتَغَنَّى فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِي وَإِلَّا فَلَا فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ

زاد رزين : وتقول :

طَلَعَ البَدْرُ علينا مَن ثَنِيَّاتِ الوَدَاعِ

وجبَ الشُّكرُ علينا مَا دعا للهِ داعِ

ثم اتفقا —فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَأَلْقَتْ الدُّفَّ تَحْتَ اسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ إِنِّي كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ أَنْتَ يَا عُمَرُ أَلْقَتْ الدُّفَّ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ بُرَيْدَةَ وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَائِشَةَ

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن بریدہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کسی غزوہ سے واپس آئے تو سودہ کی لڑکی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ یارسول اللہ ﷺ یقینا میں نے نذر مانا ہے کہ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ صحیح وسالم واپس لے آئے تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گانا گاؤں گی (اچھے اشعار) تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم نے نذر مانا ہے تو دف بجاؤ ورنہ رہنے دو۔ اور رزین کی روایت میں یہ زیادہ ہے کہ وہ لڑکی یہ نعت شریف گا کر دف بجا رہی تھی

طَلَعَ البَدْرُ علينا مَن ثَنِيَّاتِ الوَدَاعِ

وجبَ الشُّكرُ علينا مَا دعا للهِ داعٍ

ہم پر وداع کی چوٹیوں سے چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا، جب تک لوگ اللہ کو پکارتے رہیں گے ہم پر اس کا شکر واجب ہے۔

اس کے بعد بیہقی، ترمذی، مسند احمد کے الفاظ بدستور ہیں کہ اسی وقت حضرت ابو بکر آ گئے تو بجاتی رہی حضرت علی اس کے بعد حضرت عثمان آئے وہ بجاتی رہی پھر حضرت عمر فاروق آئے تو اس لڑکی نے دف اپنے نیچے چھپا کر اس پر بیٹھ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر تم سے شیطان بھی ڈرتا ہے کیونکہ یہ لڑکی بجاتی اور گاتی رہی ابو بکر صدیق، عثمان غنی، علی شیر خدا آئے تب بھی بجاتی رہی لیکن جب تم آئے تو اس نے چھپا لیا۔ مذکورہ حدیث کو امام ترمذی حسن صحیح غریب قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حضرت عمر، حضرت سعد بن وقاص اور حضرت عائشہ سے بھی مروی ہے ۔ رضی اللہ عنہم

سنن الکبری بیہقی ج10/ص77 حدیث رقم:19888

مسند احمد بن حنبل فضائل صحابہ ج1/ص393 حدیث رقم:594

سنن ترمذی ج5/ص621 حدیث رقم:3690

752 – أخبرنا أبو عمرو الأديب قال : أخبرنا أبو بكر الإسماعيلي قال : سمعت أبا خليفة ، يقول : سمعت ابن عائشة ، يقول : لما قدم عليه السلام المدينة جعل النساء والصبيان يقلن : طلع البدر علينا من ثنيات الوداع وجب الشكر علينا ما دعا لله داع

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصارِ مدینہ کی بچیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کے موقع پر دف بجا کر ایک قصیدہ گایا جس کے درج ذیل اَشعار شہرتِ دوام پا گئے ہیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا

مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا

مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا

جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

(ہم پر وداع کی چوٹیوں سے چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا، جب تک لوگ اللہ کو پکارتے رہیں گے ہم پر اس کا شکر واجب ہے۔

اے ہم میں مبعوث ہونے والے نبی! آپ ایسے اَمر کے ساتھ تشریف لائے ہیں جس کی اِطاعت کی جائے گی۔)

1. قسطلانی، المواهب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ، 1: 234، المکتب الاسلامی بیروت لبنان
2. ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، 3: 197، 5: 23، مکتبۃ المعارف بیروت

3. بیہقی، دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب الشریعۃ، 2: 507، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان

دف کیا ہے۔؟ تحقیق

دف ہر چیز کا پہلو، نقارے کے دو دف، وہ دو چمڑے جو اس پر چڑھے ہوتے ہیں جن پر چھڑی ماری جاتی ہے۔ دف ایک آلہ ہے جس کا اہم جز چوڑی لکڑی ہوتی ہے، اسے کشتی کے پچھلے حصے میں فٹ کیا جاتا ہے کہ یہ ادھر ادھر جھکتی رہتی ہے۔

(المنجد، 217، بیروت)

ایک غیر مقلد عالم احمد بن صالح عثیمین کی شہادت

إذا كان لسبب فلا بأس؛ لأن امرأة أتت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت: (إني نذرتُ إن ردك الله سالماً أن أضرب بالدف بين يديك، فقال لها: أوفي بنذرِكِ) .

أما مجرد اللهو فهذا لا يجوز؛ لكن إذا كان لسبب كقدوم غائب مثلاً أو ما أشبه ذلك فلا حرج.

دف بجانا اگر کسی سبب سے ہے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ (وہی اوپر کی پوری حدیث لکھا ہے) اور رہ گئی بات صرف کھیل کود کے لئے دف بجانا جائز نہیں لیکن جب کوئی سبب ہو تو جائز ہے جیسے غائب کا مل جانا وغیرہ

لقاء الباب المفتوح، المؤلف : محمد بن صالح بن محمد العثيمين (المتوفى : 1421هـ)

5۔ ان کو اسی دوران وجد آتا ہے جو کہ جائز ہے

کتاب الفروع ج ۷ ص ۱۷۸ میں امام محمد بن مفلح بن محمد بن مفرج حنبلی لکھتے ہیں

روي عن جعفر بن أبي طالب رضي الله عنه أنه لما قدم ونظر إلى النبي صلى الله عليه وسلم في فتح خيبر حجل يعني مشى على رجل واحدة إعظاما لرسول الله صلى الله عليه وسلم4، وقد يدل على أنه لا يحرم الرقص،

حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ جب خدمت رسول اللہ ﷺ میں فتح خیبر کے موقعے پر پہونچے تو آپ نے رقص کیا یعنی خوشی میں ایک قدم پر چلنے لگے تھے جو کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کے لئے تھا۔ مذکورہ حدیث رقص کے عدم حرمت پر دلالت کرتی ہے

المنهاج للنووي ج ١ ص ٤٩٧

لَا الرَّقْصُ إلَّا أَنْ يَكُونَ فِيهِ تَكَسُّرٌ كَفِعْلِ الْمُخَنَّثِ

رقص کرنا ناجائز نہیں، مگر یہ کہ اس میں مخنثوں کی طرح توڑ اور مٹک پیدا ہو جائے

6۔ راتب پڑھنے والوں کی برکت سے خود ان کی کرامات یا ان کے شیخ کی کرامات کا صدور ہوتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ معمول کو نہ کوئی تکلیف ہو اور نہ ایذا کا کوئی اندیشہ ہو اور نہ ہی نظر بندی، کرتب اور ہاتھ کی صفائی ہو۔ ورنہ ناجائز ہو گا۔

کرامت لغۃ

لغت کے اعتبار سے لفظ "کرامۃ" "کرامات" کی جمع ہے، جس کا معنی ہے "خارقِ عادت امر

کرامت اصطلاحا

(1)کرامت وہ خارق عادت کام ہے جسے اللہ تعالی اپنےولی کے ہاتھ پر ظاہر کرتا ہے ، جس کا مقصد اسکی تائید یا اسکی مدد یااسے ثابت قدم رکھنا یا دین کی مدد کرنا ہوتا ہے۔وہ اللہ تعالی کی طرف سے عطیہ ہے ، کوئی ولی اپنی کوشش سے اسے حاصل نہیں کرسکتا۔(کتب عامہ)

(2)کرامت کہتے ہی اس خرق عادت بات کو جو عقلاً محال یعنی ظاہری اسباب کے ذریعہ اس کا صدور ناممکن ہو مگر اللہ عزوجل کی عطا سے اولیائے کرام رحمھم اللہ تعالٰی سے ایسی باتیں بسا اوقات صادر ہو جاتی ہیں۔نبی سے قبل از اعلان نبوت ایسی چیزیں ظاہر ہوں تو ان کو ارہاص کہتے ہیں۔اور اعلان نبوت کے بعد صاذر ہوں تو معجزہ کہتے ہیں۔عام مومنین سے اگر ایسی چیزیں ظاہر ہوں تو اسمیعونت اور ولی سے ظاہر ہوں تو کرامت کہتے ہیں۔نیز کافرسے کوئی خرق عادت ظاہر ہو تو اسے استدراج (اس۔تد۔راج) کہتے ہیں۔(النبراس، ص272 ملخصاً)

ولی کی لغوی تعریف

الولی" لفظ "الولاء" سے مشتق ہے جس کا معنی محبت وقرب ہے۔"

ولی کی شرعی تعریف

ولی ہراس مومن ومسلم شخص کوکہتے ہیں جو متقی ہو۔جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (62) الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ

(یونس: 62-63)

یاد رکھوکہ اللہ تعالی کے دوستوں (اولیاء اللہ) پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگیں ہوتے ہیں۔یہ وہ ہیں کہ جو ایمان لائے اور (برائیوں) سے پرہیز کرتے ہیں یعنی تقوی اختیار کرتے ہیں

چنانچہ امام یافعی نے اپنی کتاب نشرالمحاسن الغالیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ امام الحرمین و ابوبکر باقلانی وابوبکر بن فورک وحجۃ الاسلام امام غزالی وامام فخرالدین رازی وناصر الدین بیضاوی ومحمد بن عبدالملک سلمی وناصرالدین طوسی وحافظ الدین نسفی و ابوالقاسم قشیری ان تمام اکابرعلماء اہل سنت ومحققین ملت نے متفقہ طور پر یہی تحریرفرمایا کہ معجزہ اور کرامت میں یہی فرق ہے کہ خوارقِ عادات کا صدوروظہور کسی نبی کی طرف سے ہوتواس کو معجزہ کہا جائے گااوراگرکسی ولی کی طرف سے ہوتو اس کو کرامت کے نام سے یاد کیا جائے گا امام یافعی نے ان دس اماموں کے نام اوران کی کتابوں کی عبارتیں نقل فرمانے کے بعد یہ ارشادفرمایا کہ ان اماموں کے علاوہ دوسرے بزرگان ملت نے بھی یہی فرمایا ہے

حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء

کیا یہ کرتب وجادوگری ہے؟

جب یہ ثابت ہوچکاکہ جوامرخارق کسی مومن متقی پابند شرع سے ظاہر ہوتووہ کرامت ہے اگرکافروفاسق سے ظاہر ہوتوجادویااستدراج ہےاس پر کسی کایہ کہناکہ نہیں وہ کرامت نہیں بلکہ جادویااستدراج ہے تو قائل اہل سنت وجماعت سے نہیں بلکہ وہ معتزلی وگمراہ بدعتی ہے

اگر منکر یہ کہتا ہے کہ وہ کرامت نہیں بلکہ شعبدہ بازی یا کرتب ہے تو اس کو ثابت کرنا ہوگا کیوں کہ شعبدہ باز کو آسانی سے پکڑا جا سکتا ہے ورنہ منکر کئی اسلام شکن سنگین جرائم (منکر کرامت، دشمن ولی اللہ، جھوٹ، بہتان وغیرہ) کا مرتکب قرار پائے گا۔

کیا یہ ریاکاری ہے؟

ریاکاری ہر گز نہیں کیونکہ یہ کسی مسلم متقی سے یا اس کے شیخ کی جانب سے کرامت کا ظہور ہے جو کسی غرض محمود کی وجہ سے واقع ہوا ہے جیسا کہ مستفتی نے بیان کیا ہے کہ وہ بغرض تقویت اسلام ہے۔

ناجائز و حرام بتانے والے کے لئے حکم شرعی

مذکورہ تفاصیل کو ملحوظ کرتے ہوئے راتب رفاعیہ کو ناجائز و حرام بتانے والے کی چند صورتیں درج کی جارہی ہیں (۱) اسلامی احکام سے ناواقفیت کی بنیاد پر صرف انکار کرتا ہے تو منکر سخت گنہگار ہے۔ اور اگر واقفیت کے بعد ناجائز و حرام بتاتا ہے تو اس کی تین صورتیں ہیں۔ (۲) اگر اولیاءاللہ سے دشمنی کی وجہ سے ہے تو منکر بدعتی، گمراہ، اور خدائے تعالی سے جنگ کرنے والا ہے۔ (۳) اگر ان کی کرامات سے عدم یقین کی بنیاد پر ہے تو وہ سخت گمراہ، بدعتی اور دوزخی ہے۔ (۴) اور اگر یہ دونوں اسباب نہیں ہیں تو منکر فاسق و فاجز اور گمراہ ہے۔

منکرین سے کہا جائے کہ راتب رفاعیہ کو وہ کرتب، جادوگری، شعبدہ بازی وہ ثابت کریں ورنہ توبہ کریں

عصر حاضر میں مذکورہ عمل شرعاً کیسا ہے؟

مذکورہ تفاصیل کے ساتھ راتب رفاعیہ جائز ہے۔ اور ترک کردینا مستحسن ہے

التوثیق

سلطان العلماء مفتی اعظم ہند (شافعی)
الشیخ ابوبکر احمد حفظہ اللہ وادام ظلہ العالی
مورخہ ۲، اکتوبر ۲۰۱۷ء مطابق ۱۲، صفر ۱۴۳۹ھ

کتبہ
محمد ابراہیم ابن الجماعۃ القادری
العلیمی

SSAQUAFATHI SSUNNIYYA KOZHIKODE 673 571 KARANTHUR P.O.

باسمہ تعالیٰ وتقدس

حمد ونعت ومنقبت وپند ونصائح کے اشعار کا دف بجا کر خوش الحانی کے ساتھ پڑھنے اور سننے کا شرعی حکم

حمد ونعت ومنقبت اور پند ونصائح وذکر آخرت کے اشعار دف بجا بجا کر خوش الحانی کے ساتھ پڑھنا اور سننا اور سنانا سب جائز ومباح ہیں، بشرط کہ منہیات شرعیہ (فتنہ، لہوولعب اور ریا وسمعہ) سے خالی ہوں اور ان کے آداب ملحوظ ہوں۔

حدیث ہجرت میں ہے حضور ﷺ کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے وقت انصار کے مرد وعورت اپنے اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے، اور بچے، بچیاں استقبال کے لیے بشکل جلوس یا محمد یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ کے نعرے لگاتے ہوئے نکلے اور دف بجا بجا کر نعت پاک کے یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

طلع البدر علینا		من ثنیات الوداع

ترجمہ: وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا

وجب الشکر علینا		ما دعا للہ داع

ترجمہ: ہم پر شکر واجب ہے کہ بلانے والے نے ہمیں اللہ کے لیے بلایا

-یا-

جب تک داعی اجل (فرشتہ) موت کی طرف بلاتا رہے ہم پر شکر ادا کرنا واجب ہے (یعنی قیامت تک)

ایہا المبعوث فینا		جئت بالامر المطاع

ترجمہ: اے وہ ذات کریم! جو ہمارے اندر مبعوث فرمائی گئی آپ وہ حکم الٰہی لے کر آئے جس کی اطاعت کی جائے۔ (یا جو قابل اطاعت ہے)

مسلم شریف ج دوم ص ۴۰۹ پر ہے۔

فصعد الرجال والنساء فوق البیوت وتفرق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ "یعنی مرد وعورتیں گھروں پر چڑھ گئے اور بچے راستوں میں پھیل کر یا محمد یا رسول اللہ کا نعرہ لگا رہے تھے۔

ضیاء النبی جلد سوم ص ۱۲۴ پر بحوالہ سیرت ابن ھشام جلد دوم ص ۱۱۲ / ۱۱۴ پر ہے۔

قبیلۂ بنونجار کی بچیاں دف بجا بجا کر نعت پاک پڑھ رہی تھیں۔

نحن جوار بنی نجار		یا حبذا محمد من جار

ترجمہ: ہم بنونجار کی بچیاں کتنی خوش نصیب ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے پڑوسی ہونے کا ہم کو شرف ملا۔

-یا-

ہم بنونجار کی بچیاں ہیں یا محمد (فداک امی ابی) آپ کتنے بہترین پڑوسی ہیں

ابو داؤد شریف جلد ثانی کتاب الادب باب الغناص ۶۷۴ رنیز ترمذی شریف ص ۲۰۷ پر ہے۔

’’عن الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت جاء رسول اللہ ﷺ ودخل علی صبیحة وبنی بی فجلس علی فراشی کمجلسک منی وفجلعت جویرات یضربن بدف لهن ویندبن من قتل من آبائی یوم بدر الی ان قالت احداهن وفینانبی یعلم مافی غدفقال دعی هذا وقولی الذی کنت تقولین‘‘ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میرے پاس میری شب عروسی کی صبح کو تشریف لائے اور میرے بستر پر یوں تشریف فرما ہوئے جس طرح تم بیٹھے ہوئے ہو، پھر بچیاں دف بجا بجا کر شہداء بدر کے فضائل ومناقب بیان کرنے لگیں، پھر ان میں سے ایک بچی مصروف نعت خوانی ہوئی اور کہنے لگی ،ہم میں نبی (ﷺ) ہیں جو کل آئندہ کی بات جانتے ہیں (چونکہ حضور کے روبرو مدح وسرائی ہونے لگی تو آپ نے خودستائی سے پرہیز فرماتے ہوئے) ارشاد فرمایا: اس بات کو چھوڑ کر وہی فضائل ومناقب شہداء بیان کرو، یا اس لیے کہ ابھی میری نعت خوانی کا موقع نہیں، بلکہ مناقب کا موقع ہے، موقع کی بات ہونی چاہئے بے موقع کی نہیں۔

حدیث، ترمذی شریف جلد اول ص ۲۰۷ پر اور فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۱۹۱ ر پر ہے۔

عن ام المؤمنین عائشة الصدیقه رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت قال رسول اللہ ﷺ اعلنوا هذالنکاح واجعلوه فی المساجد واضربوه علیه بالدفوف‘‘ ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے مردو! نکاح بالاعلان کیا کرو اور مسجد میں نکاح کیا کرو اور نکاح کرنے پر دفوف بجایا کرو۔ حدیث مذکور میں جمع مذکر حاضر کے صیغوں کے ساتھ مردوں کو حکم فرمانا اس بات پر بین ثبوت ہے کہ جس طرح بالاعلان نکاح مستحب، مسجد میں نکاح مستحب، اسی طرح نکاح (بوقت خوشی) میں مردوں کا دف بجانا مستحب۔

عورتوں کا اتنی آواز سے پڑھنا کہ ان کی آواز غیر محرم تک پہنچے فتنہ سے خالی نہیں، اس لیے کہ ان کا باآواز بلند پڑھنا حرام، اور خوش الحانی کے ساتھ ہو تو بدرجۂ اولیٰ حرام، چونکہ عورت کی آواز بھی عورت ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے ’’فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ فَيَطۡمَعَ الَّذِیۡ فِیۡ قَلۡبِهٖ مَرَضٌ‘‘ (سورۂ احزاب، پارہ ۲۲ر رکوع ۱ر آیت ۳۲ر) ایسے نرم لہجہ میں بات مت کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے۔

ہاں اتنی آواز سے پڑھیں کہ خود اور ان کے شوہر اور ان کے محارم سنیں، جائز ومباح ہے۔ اسی طرح عورتوں کا دف بجانا بھی ناجائز ہے فرمان باری تعالیٰ ہے ’’وَلَا یَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِهِنَّ لِیُعۡلَمَ مَا یُخۡفِیۡنَ مِنۡ زِیۡنَتِهِنَّ‘‘ (سورۂ نور پارہ ۱۸ر رکوع ۱۰ر آیت ۳۱ر) اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار۔ یعنی عورتیں گھر کے اندر چلنے پھرنے میں بھی پاؤں اس قدر آہستہ رکھیں کہ ان کے زیور کی جھنکار نہ سنی جائے، اس لیے چاہئے کہ عورتیں باجے دار جھانجھن نہ پہنیں۔

حدیث شریف میں ہے ’’اللہ تعالیٰ اس قوم کی دعا قبول نہیں فرماتا جن کی عورتیں جھانجھن پہنتی ہوں (کنزالایمان وتفسیر خزائن العرفان)

لہذا عورتوں کے دف بجانے میں ان کے زیور کی جھنکار اور باجے اور پڑھنے کی آواز غیر محارم تک پہنچے تو حرام ہے، ہاں غیر مشتہاۃ بچیاں، جوان غیر امرد یا امرد غیر خوب صورت اور مرد اور بچے دف بجا بجا کر خوش الحانی کے ساتھ حمد ونعت ومنقبت، پند ونصائح اور ذکر آخرت کے اشعار پڑھیں تو بلا کراہت جائز ومباح ہے۔حدیثِ مشکوٰۃ شریف باب فضائل عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:عن بریدۃ خرج رسول اللہ ﷺ فی بعض مغازیہ الی ان اضرب بین یدیک '' کے تحت مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱۱/ص ۳۰۳/ پر ہے''ودلیل علی ان سماع صوت المرأۃ بالغنامباح اذا خلاعن الفتنۃ . . . وعلی ان الضرب بالدف مباح''یعنی حدیث مذکور اس بات پر دلیل ہے کہ عورتوں کی گانے کی آواز سننا مباح ہے، جب کہ فتنہ سے خالی ہو۔نیز اس بات پر دلیل ہے کہ دف بجانا جائز ہے۔

چونکہ دور حاضر میں عورتوں کا دف بجانا اور اتنی آواز سے حمد وغیرہ کا پڑھنا بغیر محارم تک ان کی آواز پہنچے یا جوان امرد خوب صورت کا خوش الحانی کے ساتھ دف بجا بجا کر پڑھنا فتنہ سے خالی نہیں، لہذا نا جائز۔

اس بنیاد پر کہ دف آلات لہو ولعب میں سے ہے حرام بعینہ نہیں اور جب حرام بعینہ نہیں تو علی الاطلاق دف کا بجانا حرام نہیں ہوگا بلکہ کسی حرام کے ساتھ استعمال کیا جائے تو دف کا بجانا حرام مثلاً بطور لہو ولعب یا فحش اشعار، فلمی گانوں وغیرہ کے ساتھ اور اگر حمد ونعت وغیرہ یا اچھے مضامین کے اشعار کے ساتھ بلا نیت لہو ولعب ہو تو جائز ومباح ہے، مثلاً لاؤڈ اسپیکر کا استعمال اگر ناچ گانوں کی محافل میں کیا جائے تو حرام اور تلاوت قرآن پاک، نعتیہ مشاعروں، مسلمانوں کے اسلامی جلسوں جلوسوں میں جائز، مندروں میں پوجا پاٹ کے لیے ہو تو ناجائز اور مسجدوں میں آذان کے لیے ہو تو جائز وکار ثواب۔اسی طرح ریڈیوں، ٹیلی ویژن وغیرہ۔

دف وغیرہ آلہ لہو ولعب کے ساتھ اشعار حمد وغیرہ پڑھنے کی حرمت وحلت کے تفصیلی دلائل بیان فرمانے کے بعد ملا جیون علیہ الرحمۃ والرضوان تفسیرات احمدیہ ص ۴۰۲/ پر رقم طراز ہیں''فجوزہ بعضھم ومنھم الامام الغزالی للاھل وفسر الاھل بمن کان قلبہ حیا ونفسہ میتا ولا یکون صاحب الھوی ولا یصرفہ الی خلاف الحق واشرطوا ان یکون المغنی ایضا اھلا ولا یکون نیتہ اخذ الاجرۃ ولا الریا والسمعۃ ولا یحضر فی المجلس غیر الاھل وامثالہ وعلیہ اکثر المتأخرین وبہ ناخذ لانا شاھدنا انہ نشأمن قوم کانوا عارفین باللہ ومحبین لرسول اللہ ومتبعین لشرائعہ واحکامہ وھم اھل کرامات ظاھرۃ وخوارق عادات باھرۃ وکانوا معذورین لغلبۃ الحال ویستکثرون السماع للغناء ویشوقون بھا الی تجلیات الحق سبحانہ وتعالیٰ وکانوا یحسبون ذالک عبادۃ اعظم وجھادا اکبر ولم یحضرھم حین السماع ذمی ولا فاسق ولا امرد ولا نسوۃ ویقیمون آدابہ سائر العبادات فیحل لھم خاصۃ

امامارسمہ اھل زماننا من انھم یھیئون المجالس ویرتکبون فیھابالشرب والفواحش ویجمعون الفساق والامارد ویطلبون المغنین والطوائف ویسمعون منھم الغنا ء ویتلذذون بھا کثیرا من الھواء النفسانیۃ والخرافات الشیطانیۃ ویحمدون علی المغنین باعطاء النعم العظیم ویشکرون علیھم بالاحسان العمیم فلاشک ان ذالک ذنب کبیر واستحلالہ کفر قطعاویقینا لانہ عین لھو الحدیث فی شانھم۔ترجمہ: مجوزین خصوصا امام غزالی علیہ الرحمۃ والرضوان نے

اہل کے لیے سماع کو جائز قرار دیتے ہوئے اہل کی تفسیر بیان فرمائی (۱) جس کا دل زندہ ہو اور نفس مردہ ہو (۲) اہل ہوا نہ ہو (۳) کلام کو برخلاف حق محمول نہ کریں نیز پڑھنے والے کا اہل ہونے کے ساتھ ساتھ (۱) اجرت لینے کی نیت نہ ہو (۲) ریا اور دکھاوا نہ ہو (۳) نا اہل کی مجلس نہ ہو۔

پھر ملا جیون فرماتے ہیں، یہی اکثر متاخرین کا مسلک ہے اور ہمارا بھی یہی مسلک ہے چونکہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ عارف باللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والوں اور ان کی شریعتوں اور احکام پر چلنے والوں سے سماع ثابت ہے جن سے کرامات ظاہرہ وباہرہ کا صدور ہوتا رہا جو غلبۂ حال سے معذور رہے اور سماع کا کثرت سے مطالبہ کرتے رہے اور سماع کے ذریعہ تجلیات حق سبحانہ وتعالیٰ کے مشاہدہ کے مشتاق رہے اور اس کو عبادت عظمیٰ اور جہاد اکبر سمجھتے رہے، اور ان کی مجلس سماع میں ذمی کافر، فاسق، امرد اور عورتیں نہ ہوتیں اور وہ حضرات دوسری عبادتوں کے آداب کی طرح اس کے آداب بھی ملحوظ رکھتے۔ لہذا سماع کا جواز صرف انہیں کے لیے خاص۔

ہمارے زمانے کی مجالس سماع منعقد کرنے والوں کی حالت یہ ہے کہ وہ ان مجالس میں شراب وکباب اور بے حیائیوں کے مرتکب ہوتے اور فاسقوں اور امردوں کا مجمع کثیر کر کے گانے والوں اور طوائف کو دعوت دیتے ہیں اور ان سے گانے سن کر نفسانی خواہشات اور شیطانی خرافات کی لذتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اور گانے والے کو عظیم داد ودہش اور انعامات واکرامات کے ذریعہ ان کی حمد وثناء بیان کرتے اور شکریہ ادا کرتے ہیں، تو بیشک سماع کی یہ صورت گناہ کبیرہ ہے اور اس کو حلال سمجھنا قطعاً ویقیناً کفر ہے، چونکہ ان لوگوں کے لیے بعینہٖ ''لَھْوَ الْحَدِیْثِ'' ہے۔

مسئلہ: راگ یا مزامیر کرانا یا سننا گناہ کبیرہ ہے یا صغیرہ، اس فعل کا مرتکب فاسق ہے یا نہیں۔

علامہ شامی علیہ الرحمۃ والرضوان کی عبارت ذیل ردالمحتار میں زیر قول درمختار ''من ذالک [ای من الملاهی] ضرب النوبة للتفاخر فلو للتنبيه فلاباس به كما اذا ضرب فی ثلاثة اوقات لتذكير ثلث نفحات الصور'' فرماتے ہیں ''هذا يفيد ان الة اللهو ليست بحرمة بعينها بل يقصد اللهو منها اما سامعها او من المشتغل بها و به تشعر الاضافة الاترى ان ضرب تلك الالة بعينها حل تارة حرم اخرى باختلاف النية والامور بقاصدها الخ

ترجمہ: آلۂ لہو ولعب میں سے ہے کہ فخریہ طور پر نقارہ بجانا، پھر بیدار کرنے کے لیے ہو تو حرج نہیں مثلاً تینوں نفحات صور کو یاد دلانے کے لیے تین اوقات میں نقارہ وغیرہ بجانا۔

فرماتے ہیں کہ فرمان مذکور سے فائدہ ملا کہ آلۂ لہو حرام بعینہا نہیں بلکہ مقصود لہو ولعب ہو تو حرام ہے خواہ سننے والے کا مقصود لہو ولعب ہو یا بجانے والے کا، اور لہو کی اضافت حدیث کی طرف (فرمان باری تعالیٰ ''لهو الحديث'' میں) اسی کی طرف مشیر ہے، دیکھتے نہیں کہ اس آلۂ لہو ولعب کا استعمال کبھی حلال اور کبھی حرام ہے، چونکہ نیت اچھی سے متعلق ہے تو حلال ہے اور بری چیز سے ہے تو حرام، اور امور کے احکام ان مقاصد کے اعتبار سے لگائے جاتے ہیں۔

شامی کی عبارت مذکورہ بالا سے استفادہ کر کے سوال مذکور کے جواب میں امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان رقم طراز

ہیں۔

(۱)مزامیر یعنی آلات لہوولعب بروجہ لہوولعب بلاشبہ حرام ہے۔

(۲) ہاں جہاد کا طبل، سحری کا نقارہ، حمام کا بوق، اعلان نکاح کے بے جلاجل دف جائز ہیں کہ آلات لہوولعب نہیں۔

(۳) سماع مجرد بے مزامیر اس کی چند صورتیں ہیں، (اول) رنڈیوں، ڈومنیوں، محل فتنہ امردوں کا گانا (دوم) جو چیز گائی جائے معصیت پر مشتمل ہو مثلاً فحش یا کذب یا کسی مسلمان یا ذمی کی ہجو یا شراب وزنا وغیرہ فسقیات کی ترغیب یا کسی زندہ عورت خواہ امرد کی بالیقین تعریف حسن یا کسی معین عورت کا اگرچہ مردہ ہو ایسا ذکر جس سے اس کے اقارب واحبا کو حیاء وعار آئے۔(سوم) بطور لہوولعب سنا جائے اگرچہ اس میں کوئی ذکر مذموم نہ ہو، یہ تینوں صورتیں ممنوع ہیں۔ان کے علاوہ وہ گانا جس میں نہ مزامیر ہوں نہ گانے والے محل فتنہ، نہ لہوولعب مقصود اور نہ کوئی ناجائز کلام گائیں بلکہ سادے عاشقانہ گیت،غزلیں، ذکر باغ وبہار وخط وخال ورخ وزلف وحسن وعشق وہجر ووصل ووفائے عشاق وجفائے معشوق وغیرھا امور عشق وتغزل پر مشتمل سنے جائیں تو فساق وفجار واہل شہوات دنیا کو اس سے بھی روکا جائے گا،وذالک من باب الاحتیاط القاطع والنصح الناصح وسد الزرائع المخصوص بہ ھذا الشرع البارع والدین الفارع الخ'' (فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۵۴/ ۵۵/ ۵۶)اور اہل اللہ کے حق میں یقینا جائز بلکہ مستحب کہئے تو دور نہیں۔

تفسیرات احمدیہ وفتاویٰ رضویہ کی عبارتوں کا خلاصہ

۱:۔جس گانا میں معصیت پر مشتمل اشعار ہوں مزامیر کے ساتھ ہوں یا بلا مزامیر نااہل واہل سب کے لیے ناجائز۔

۲:۔جس گانا میں سادے عاشقانہ گیت،غزلیں، ذکر باغ وبہار، خط وخال وغیرہا ایسے اشعار پائے جائیں جو معصیت پر مشتمل نہ ہوں تو نااہل کے لیے بہر صورت ناجائز اور اہل کے لیے سننا جائز بلکہ مستحب، بشرطیکہ گانیوالے محل فتنہ نہ ہوں اور جس میں مزامیر نہ ہوں اور اگر مزامیر ہوں تو لہوولعب مقصود نہ ہوں۔

۳:۔ جہاد کا ڈھول، سحری کا نقارہ، حمام کا بگل، اعلان نکاح کے لیے دف بلا جلاجل آلات لہوولعب نہیں۔

۴:۔آلات لہوولعب مثلاً دف جلاجل کے ساتھ اگر بطور لہوولعب استعمال کی جائے تو حرام اور لہوولعب مقصود نہ ہو تو جائز۔

۵:۔شرابیوں، کبابیوں، بے حیاؤں، فاسقوں، امردوں کی مجالس اور طوائف اور پیشہ ور گوے یوں کا معصیت پر مشتمل اشعار گانا جس سے نفسانی خواہشات اور شیطانی خرافات بہت ابھرتے اور پھر ان پیشہ وروں اور طوائف پر داد ودہش کی برسات ہوتی ہو سب کے لیے ناجائز ہے،اس لیے امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا۔

۱:۔رنڈیوں، ڈومنیوں، محل فتنہ امردوں کا گانا۔

۲:۔معصیت پر مشتمل اشعار کا گانا۔

۳:۔بطور لہوولعب گانا اگرچہ اس میں کوئی ذکر مذموم نہ ہو حرام ہے، پھر آگے چل کر امام احمد رضا فرماتے ہیں یہ (حرام ہونا) اس کا بیان تھا جسے عرف میں گانا کہتے ہیں اور اگر اشعار حمد ونعت ومنقبت ووعظ وپند وذکر آخرت بوڑھے یا جوان مرد خوش الحانی سے پڑھیں اور

بہ نیت نیک سنے جائیں کہ اسے عرف میں گانا نہیں بلکہ پڑھنا کہتے ہیں تو اس کے منع پر شرع سے اصلا کوئی دلیل نہیں۔

حضور پرنور سید عالم ﷺ کا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے خاص مسجد اقدس میں منبر رکھنا اور ان کا اس پر کھڑے ہو کر نعت اقدس سنانا اور حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا استماع فرمانا خود حدیث صحیح بخاری شریف سے واضح اور عرب کے رسم حدی زمانہ صحابہ وتابعین بلکہ عہد اقدس رسالت میں رائج رہنا خوش الحانی رجال کے جواز پر دلیل لائح ...... انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حدی پر حضور والاصلوات اللہ وسلامہ علیہ نے انکار نہ فرمایا بلکہ بلحاظ عورات "ایا انجشہ رویداً لا تکسر القواریر" ارشاد ہوا کہ ان کی آواز دلکش ودل نواز تھی، عورتیں نرم ونازک شیشیاں ہیں جنہیں تھوڑی ٹھیس بہت ہوتی ہے۔

مدار کار تحقق وتوقع فتنہ ہے، جہاں فتنہ ثابت وہاں حکم حرمت، جہاں توقع واندیشہ وہاں بنظر سد ذریعہ حکم ممانعت، جہاں نہ یہ، نہ وہ، نہ یہ، نہ وہ (یعنی جہاں فتنہ ثابت نہیں وہاں حکم حرمت نہیں، جہاں اندیشہ فتنہ نہیں وہاں حکم ممانعت نہیں) بلکہ بہ نیت محمود استحباب موجود (فتاوی رضویہ جلد نہم ص ۵۵/ ۵۶)

لہٰذا جن مجالس میں علت حرمت پائی جائے ان پر حکم حرمت اور جن مجالس میں علت ممانعت پائی جائے ان پر حکم ممانعت جیسا کہ اکثر بادشاہوں، راجاؤں، نوابوں کی اکثر مجالس میں رقص وسرور اور محافل لہو ولعب ہوتے رہتے لیکن جہاں ایسا نہ ہو جیسا کہ ہماری خانقاہوں، درگاہوں، نعتیہ مشاعروں، مذہبی جلسہ گاہوں اور کانفرسوں میں، وہاں نہ حکم حرمت اور نہ حکم ممانعت۔

چونکہ بعض مقامات میں بلا دف اور بلا مزامیر حمد ونعت وغیرہا پڑھے سنائے جاتے ہیں، گائے نہیں جاتے ہیں اور بعض مقامات میں دف اور مزامیر کے ساتھ لیکن بروجہ لہو ولعب نہیں۔

حمد ونعت خوانی وغیرہا پر طلب اجرت کی حرمت اور داد و دہش کی طلب کو حضرت ملاجیون علیہ الرحمۃ والرضوان نے حرام فرمایا ہے وہ ان گانے کی ہے جس کی محافل اکثر بادشاہوں وغیرہم کے ادوار میں معصیت پر مشتمل اشعار پر سجائی جاتی تھیں اور گانے اور بجانے والیاں رنڈیاں، ڈومنیاں ہوتیں اور سننے والے فساق وفجار ہوتے ...... غالباً اسی لیے ملاجیوں علیہ الرحمۃ والرضوان نے رسم اہل زمانہ کی قید لگائی ہے اور فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے منہیات وممنوعات میں طلب اجرت اور داد و دہش کو نہیں شمار فرمایا۔

لہٰذا حمد ونعت ومنقبت وعظ وپند ونصیحت وذکر آخرت کے اشعار دف بجا بجا کر خوش الحانی کے ساتھ پڑھنا اور سنانا جوان، بوڑھے مردوں اور چھوٹے چھوٹے بچے اور چھوٹی چھوٹی بچیاں غیر مشتہات کے جائز ومباح ...... اور پڑھنے اور سنانے والوں کا اجرت لینا اور ان کو اجرت دینا جائز ومباح جیسا کہ فی زمانا حفظ قرآن پاک، تفاسیر واحادیث مبارکہ اور مسائل فقہیہ کی تعلیم وتدریس کے اوقات وٹائم کی اجرت لینا اور دینا جائز قرار دے کر لی اور دی جاتی ہے، ہاں اجرت لینے اور دینے میں میانہ روی اختیار کی جائے، پھوہڑپن، وحشیانہ انداز، بھانڈوں اور پیشہ ور گویوں کی طرز اختیار نہ کی جائے، حمد ونعت ومنقبت وپند ونصائح وذکر آخرت، ترغیب وترہیب کی مجالس خیر کے آداب ملحوظ ہوں جب معنوی فائدے بھی محسوس ہوں۔

مسئلہ شمشیر زنی وغیرہ

(۱) اپنی یا دوسرے کی مضرت رسانی ہو (۲) بطور لہو ولعب ہو (۳) ریاء وسمعہ اور دکھاوا کے لیے ہو تو اپنے جسم یا جسم کے کسی حصہ پر شمشیر ،نیزہ چھری، چاقوزنی ناجائز وحرام ہے۔

اگر اپنے یا دوسرے کے لیے کسی طرح نقصان دہ نہ ہو، بطور لہو ولعب نہ ہو، بطور ریاء وسمعہ نہ ہو تو جائز ومباح ہے مثلاً حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ زہر نوش فرمالیتے اور زہر کا نقصان دہ اثر ان کے جسم مبارک پر ظاہر نہیں ہوتا ،سید الاولیاء حضرت سید احمد رفاعی علیہ الرحمۃ والرضوان کے بعض اصحاب درندوں پر سواری کرتے اور سانپوں کو بطور کوڑا استعمال فرماتے۔ سانپوں اور درندوں سے ان کو کچھ گزند نہیں پہنچتا، نیز انہیں کے بعض اصحاب بہت اونچے درخت پر چڑھ جاتے اور اس پر سے کود جاتے لیکن ان کے جسم کے کسی عضو پر نقصان دہ اثر ظاہر نہیں ہوتا۔

نیز اپنے بزرگوں سے جو کوئی استمداد واستعانت کرتا ہوا اپنے جسم پر شمشیر زنی وغیرہ کرے اور اس سے اس کو اور کسی دوسرے کو نقصان نہ ہو اور نہ بطور لہو ولعب تو جائز اور مباح ہے۔ مثلاً سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تیراکی سے ناواقف ایک مرید دریا میں کود پڑا اور یا جنید یا جنید کا نعرہ لگاتے ہوئے دریا پار کر گیا لیکن دریا کی روانی اور گہرائی سے اس کو نقصان نہیں پہنچا۔

اسی طرح جائز عملیات اور نقوش وتعویذات اور دعاؤں کے ذریعہ اپنے جسم پر شمشیر زنی کرنا جن سے نہ خود کو نقصان، نہ دوسرے کو اور نہ بطور لہو ولعب ہو اور نہ بطور ریا تو جائز ومباح ہے، فنی مہارت کا مظاہرہ اور اچھی غرض مقصود ہو تو بھی اپنے جسم پر شمشیر زنی وغیر کرنا جائز ہے۔

لکڑی پھینکنا، بندوقیں چھوڑنا اور اس قسم کے سب کھیل جائز ہیں جب کہ اپنی یا دوسرے کی مضرت کا اندیشہ نہ ہو اور ان سے مقصود کوئی غرض محمود جیسے فن سپہ گری کی مہارت، نہ کہ مجرد لہو ولعب (فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۷۷)

مسئلہ پرچم

مذہبی اور ملی امتیاز، ملکی شناخت، قومی علامت، سیاسی علامت وپہنچان کے لیے علم، پرچم اور جھنڈے بنانا اور ان کا استعمال جائز ہے جب کہ ممنوعات شرعیہ سے خالی ہوں اور نیک مقصد اور جائز کام کے لیے ہوں۔ جھنڈا ایک تو جہاد کا ہوتا ہے وہ لشکر سلطان اسلام کے ساتھ خاص ہے یہاں اس کا اصلاً محل نہیں کہ یہاں نہ سلطان اسلام نہ لشکر اسلام ہو تو اس جھنڈے کا کیا کام اور اگر کسی اور غرض سے کوئی جھنڈا بنا جاتا ہو تو اس کا معلوم ہونا چاہیے ،اگر غرض محمود اور اس میں شہرت اور علامت کی حاجت ہے تو حرج نہیں، وقد حققناہ فی فتاوانا اور اگر غرض مذموم یا عبث وفضول ہے تو منع کرنا ٹھیک ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۱۸۹) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ عبد القدوس مصباحی

مرکز اہل سنت دار العلوم شیخ احمد کھٹو، سرخیز احمد آباد

۲۲ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ/ ۲ مئی ۲۰۰۵ء